قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب

۲۶

رسالہ

دبدبہ فاروق اعظم

مرتبہ

جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب منصف وظیفہ یاب

مطبع مفید دکن میں طبع ہوا

۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خطاب حضرت عمر کے والد قریش کے ممتاز آدمیوں میں سے تھے خطاب کے متعدد مکانات صفا میں تھے جن سے ایک مکان حضرت عمر کو وراثت میں پہنچا تھا یہ مکان صفا و مروہ کے بیچ میں تھا حضرت عمر نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اسکو ڈھا کر حاجیوں کے اترنے کیلئے میدان بنا دیا حضرت عمر اسلام لانے سے پہلے یہ خبر سنکر کہ اُن کی بہن و بہنوئی اسلام لا چکے ہیں نہایت غضب آلود ہو کر وہاں پہنچے اور دونوں کی خبر لی اور کہا کہ تم دونوں مرتد ہو گئے ہو یہانتک کہ ان کا بدن لہو لہان ہو گیا اسی حالت میں اُن کی زبان سے نکلا کہ عمر جو بن آئے کرو لیکن اسلام اب دل سے نکل نہیں سکتا ان الفاظ نے حضرت عمر کے دل پر ایک خاص اثر کیا بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا ان کے بدن سے خون جاری تھا یہ دیکھکر اور بھی رقت ہوئی فرمایا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے۔ مجھکو بھی سناؤ فاطمہ نے قرآن کے اجزا لاکر سامنے رکھ دیے اوٹھا کر دیکھا تو یہ سورت تھی سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ایک ایک

ایک شخص کو بے وجہ مارا تھا حضرت عمر نے عمرو بن العاص کے سامنے اُنکو اُسی مضروب کے ہاتھ سے کوڑے پٹوائے باپ بیٹے دونو عبرت کا تماشا دیکھا کے سعد وقاص فاتح ایران کو معمولی شکایت پر جوابدہی کے لئے طلب کیا تو اُن کو بے عذر حاضر ہونا پڑا جبلہ شام کا مشہور رئیس بلکہ بادشاہ تھا اور مسلمان ہو گیا تھا کعبے کے طواف میں اُس کی چادر کا گوشہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے آگیا جبلہ نے اُس کے منہ پر تھپڑ کھینچ مارا اُس نے بھی برابر کا جواب دیا جبلہ غصہ سے بیتاب ہو گیا اور حضرت عمر کے پاس آیا حضرت عمر نے اُس کی شکایت سُن کر کہا کہ تم نے جو کچھ کیا ہے اُسکی سزا پائی اُسکو سخت حیرت ہوئی اور کہا کہ ہم اس رتبہ کے لوگ ہیں کہ کوئی شخص ہمارے ساتھ گستاخی سے پیش آئے تو قتل کا مستحق ہوتا ہے حضرت عمر نے فرمایا جاہلیت میں ایسا ہی تھا لیکن اسلام نے پست و بلند کو ایک کر دیا اُسوقت تمام عرب میں تین شخص تھے جو مشہور مدبر اور صاحب ادعا تھے امیر معاویہ عمرو بن العاص مغیرہ بن شعبہ چونکہ مہمات ملکی کے انجام دینے کے لئے ان لوگوں سے بڑھ کر تمام عرب میں کوئی شخص ہاتھ نہیں آسکتا تھا اس لئے ان سب کو بڑے بڑے عہدے دیے گئے لیکن ہمیشہ اسباب کا خیال رکھتے تھے اور اسکی تدبیریں کرتے رہتے تھے کہ وہ قابو سے باہر نہ ہونے پائیں اُن کے وفات کے بعد کوئی ایسا نہیں رہا جو انکو دبا سکتا چنانچہ حضرت عثمان اور حضرت علی کے زمانے میں جو ہنگامے ہوئے سب انہی لوگوں کی بدولت تھے ایک دفعہ حضرت عمر بازار میں پھر رہے تھے ایک آواز آئی کہ تمکو یہ خبر ہے کہ عیاض بن غنم حاکم مصر باریک کپڑے پہنتا ہے اور اُس کے دروازے پر دربان مقرر ہے حضرت عمر نے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور کہا کہ عیاض کو جس حالت میں پاؤ ساتھ لاؤ چنانچہ محمد بن مسلمہ وہاں پہونچے دیکھا تو واقعی دروازہ پر دربان ہے اور عیاض باریک کپڑے کا

کرتہ پہنے بیٹھے تھے اسی ہیئت اور لباس میں ساتھ لیکر مدینے آئے حضرت عمر نے وہ کرتہ اُتروا کر بالوں کا کرتہ پہنایا اور بکریوں کا ایک گلہ منگوا کر حکم دیا کہ جنگل میں لیجا کر چراؤ عیاض کو انکار کی مجال نہ تھی مگر بار بار کہتے تھے کہ اس سے مرجانا بہتر ہے حضرت عمر نے فرمایا تجکو اس سے عار کیوں ہے تیرے باپ کا نام غنم اسی وجہ سے پڑا تھا کہ وہ بکریاں چراتا تھا حضرت سعد وقاص گورنر کوفہ نے کوفہ میں اپنے لئے ایک محل بنوایا تھا جس میں ڈیوڑھی بھی تھی حضرت عمرؓ نے اس خیال سے کہ اس سے اہل حاجت کو رکاوٹ ہوگا محمد بن مسلمہ کو مامور کیا کہ جا کر ڈیوڑھی میں آگ لگادیں چنانچہ اس حکم کی پوری تعمیل ہوئی اور سعد وقاص چپکے دیکھا کئے اس قسم کی باتیں اگرچہ بظاہر قابل اعتراض ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ تمام ملک میں مساوات اور جمہوریت کی روح پھونکنی چاہتے تھے وہ بغیر اسکے ممکن نہ تھی کہ وہ اور اُن کے دست و بازو (یعنے ارکان سلطنت) اس رنگ میں ڈوبے نظر آئیں عام آدمیوں کو اختیار رہے جو چاہیں کریں اُن کے افعال کا اثر بھی انہی تک محدود رہے گا۔

سب سے بڑی چیز جس نے اُن کی حکومت کو "مقبول عام بنا دیا اور جس کی وجہ سے اہل عرب اُن کے سخت احکام کو بھی گوارا کر لیتے تھے یہ تھی کہ انکا عدل و انصاف ہمیشہ بے لاگ رہا جس میں دوست دشمن کی کچھ تمیز نہ تھی ممکن تھا کہ لوگ اسباب سے ناراض ہوتے کہ وہ جرائم کی پاداش میں کسی کی عظمت و شان کا مطلق پاس نہیں کرتے لیکن جب وہ یہ دیکھتے تھے کہ خاص اپنی آل و اولاد اور عزیز و اقارب کے ساتھ بھی اُن کا یہی برتاؤ ہے تو لوگوں کو صبر آجاتا تھا اُن کے بیٹے ابو شحمہ نے جب شراب پی تو خود اپنے ہاتھ سے اُنکو (۸۰) کوڑے مارے اور اسی صدمہ سے وہ قضا کر گئے

حضرت عمرؓ کی زندگی کی تصویر کا ایک رخ تو یہ تھا کہ روم شام پر فوجیں بھیج رہے ہیں قیصر و کسریٰ کے سفیروں سے معاملہ پیش ہے خالد اور امیر معاویہ سے باز پرس ہے سعد وقاص ابوموسیٰ اشعری عمرو بن عاص کے نام احکام لکھے جارہے ہیں دوسرا رخ یہ ہے کہ بدن پر بارہ پیوند کا کرتہ ہے سر پر پھٹا عمامہ پاؤں میں پھٹی جوتیاں ہیں پھر اس حالت میں" یا تو کاندھے پر مشک لئے جارہے ہیں کہ بیوہ عورتوں کے گھر پانی بھرنا ہے یا مسجد کے گوشے میں فرش خاک پر لیٹے ہیں اسلئے کہ کام کرتے کرتے تھک گئے ہیں اور نیند کی جھپکی سی آگئی ہے بارہا مکہ سے مدینہ تک سفر کیا لیکن خیمہ یا شامیانہ کبھی ساتھ نہیں رہا جہاں ٹھہرے کسی درخت پر چادر ڈال دی اور اُسی کے سایہ میں پڑے رہے" بیت المال کا ایک اونٹ گم گیا اُسکی تلاش کے لئے نکلے ایک شخص نے کہا امیر المومنین آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں کسی غلام کو حکم دیجئے وہ ڈھونڈ لائے گا فرمایا مجھ سے بڑھکر کون غلام ہوسکتا ہے ایک دفعہ خطبہ میں کہا کہ صاحبو ایک زمانہ میں میں اسقدر نادار تھا کہ لوگوں کو پانی بھر کر لادیا کرتا تھا وہ اُس کے صلہ میں مجھکو چھوہارے دیتے تھے وہی کھا کر بسر کرتا تھا یہ کہکر ممبر سے اُتر آئے لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ ممبر پر کہنے کی کیا بات تھی آپ نے فرمایا کہ میرے طبیعت میں ذرا غرور آگیا تھا" یہ اُس کی دوا تھی ایک دفعہ ممبر پر چڑھ کر یہ بھی کہا صاحبو اگر میں دنیا کی طرف جھک جاؤں تو تم لوگ کیا کروگے ایک شخص وہیں کھڑا ہوگیا اور تلوار میان سے کھینچکر بولا کہ تمہارا سر اُڑا دیں گے حضرت عمرؓ نے کہا۔ الحمدللہ قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ میں کج ہوں گا تو مجھ کو سیدھا کردیں گے عراق کی فتح کے بعد اکثر بزرگوں نے عیسائی عورتوں سے شادیاں کرلیں تھیں حضرت عمر نے حذیفہ بن الیمان کو لکھا کہ میں اُس کو ناپسند کرتا ہوں اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ حکم آپ کی ذاتی رائے ہے

یا کوئی حکم شرعی ہے حضرت عمر نے لکھا کہ یہ میری ذاتی راے ہے حذیفہ نے لکھا کہ
آپ کی ذاتی راے کی پابندی ہم پر ضرور نہیں ہے حضرت عمر کی تعلیم و ترتیب کا
یہ اثر ہوا کہ جماعت اسلامی کا ہر ممبر پاکیزہ نفسی نیک خوئی حلم و تواضع جرأت
و آزادی حق پرستی و بے نیازی کی تصویر بن گیا۔ شام کے سفر سے دار الخلافت
کو واپس آر ہے تھے کہ راہ میں ایک خیمہ دیکھا سواری سے اتر کر خیمہ کے طرف
گئے ایک بڑھیا عورت نظر آئی اُس سے پوچھا کہ عمر کا کچھ حال معلوم ہے اُسنے
کہا ہاں شام سے روانہ ہو چکا ہے لیکن خدا اُسکو غارت کرے آج تک مجھکو
اُس کے ہاں سے ایک حبہ بھی نہیں ملا حضرت عمر نے کہا اتنی دور کا حال عمر کو کیونکر
معلوم ہو سکتا ہے بولی کہ اُسکو رعایا کا حال معلوم نہیں تو خلافت کیوں کرتا ہے
حضرت عمر کو سخت رقت ہوئی اور بے اختیار رو پڑے۔ ایک دفعہ حضرت عمر
رات کو گشت کے لئے نکلے مدینہ سے تین میل پر پہونچے تو دیکھا کہ ایک عورت
کچھ پکا رہی ہے اور دو تین بچے رو رہے ہیں پاس جا کر حقیقتِ حال دریافت
کی اُس نے کہا کہ کئی وقتوں سے بچوں کو کھانا نہیں ملا ہے اُن کے بہلانے کیلئے
خالی ہانڈی میں پانی ڈال کر چڑھا دی ہے حضرت عمر اُسی وقت اُٹھے مدینہ میں
آکر بیت المال سے آٹا گوشت گھی اور کھجوریں لیں اور اسلم سے کہا کہ میرے
پیٹھ پر رکھ دو اسلم نے کہا کہ میں لے چلتا ہوں فرمایا ہاں لیکن قیامت میں میرا
بار تم نہیں اٹھاؤ گے (اسلم حضرت عمر کا غلام ہے) غرض سب چیزیں خود لاد
کر لاے اور عورت کے آگے رکھ دیں اُس نے آٹا گوندھا ہانڈی چڑھائی
حضرت عمر خود چولہا پھونکتے جاتے تھے کھانا تیار ہوا تو بچوں نے خوب سیر ہو کر
کھایا اور اُچھلنے کودنے لگے حضرت عمر دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے عورت نے
کہا خدا تمکو جزاے خیر دے سچ یہ ہے کہ امیر المومنین ہونے کے قابل تم ہو نہ عمر

ایک دفعہ رات کو گشت کر رہے تھے ایک بدو اپنے خیمہ سے باہر زمین پر بیٹھا ہوا تھا پاس جا کر بیٹھے اور ادہر اودہر کے باتیں شروع کیں دفعتہً خیمہ سے رونے کی آواز آئی حضرت عمر نے پوچھا کون روتا ہے اُس نے کہا میری بی بی درد زہ میں مبتلا ہے حضرت عمر گھر پر آے اور اپنی بی بی اُم کلثوم کو ساتھ لیا بدو سے اجازت لیکر ام کلثوم کو خیمہ میں بھیجا تھوڑی دیر کے بعد بچہ پیدا ہوا ام کلثوم نے حضرت عمر کو پکارا کہ امیر المومنین اپنے دوست کو مبارک باد دیجئے امیر المومنین کا لفظ سن کر بدو چونک پڑا اور مودب ہو بیٹھا حضرت عمر نے فرمایا کہ نہیں کچھ خیال نکرو کل میرے پاس آنا میں اُس بچے کی تنخواہ مقرر کر دونگا۔ عبدالرحمن بن عوف کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رات کو میرے مکان پر آئے میں نے کہا آپ نے کیوں تکلیف کی مجھکو بلا لیا ہوتا فرمایا کہ ابھی مجھکو معلوم ہوا ہے کہ شہر سے باہر ایک قافلہ اترا ہے لوگ تھکے ماندے ہوں گے آؤ تم ہم چلکر پہرہ دیں چنانچہ دونوں صاحب گئے اور رات بھر پہرہ دیتے رہے۔

جس سال عرب میں قحط پڑا اُن کی عجیب حالت ہوئی جب تک قحط رہا گوشت گھی مچھلی غرض کوئی لذیذ چیز نہ کھائی نہایت خضوع سے دعائیں مانگتے تھے کہ اے خدا محمد کی امت کو میرے شامت اعمال سے تباہ نہ کرو

مورخ گلمن لکھتا ہے عمر نہایت ہی درویش طبع حلیم اور سادگی پسند تھا مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر جو کی روٹی اور کھجوریں بے تکلف کھایا کرتا تھا اور اکثر اُسی جگہ یا درخت کے نیچے سو جایا کرتا تھا ایک غریبانہ حالت سے بڑھکر وہ عظیم الشان سلطنتہ کا مالک بن گیا مگر عمر پر اس اقتدار اور شوکت کا کوئی اثر نہیں ہوا وہ ہمیشہ تجمل خودنمائی اور عیش و عشرت کو ناپسند کرتا رہا۔ تاریخ عالم کا بیان ہے کہ جبکہ زاید از قیاس فتوحات کی وجہ سے اندیشہ تھا کہ اہل عرب آرام طلب عیاش خود پرست اور

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

ظالم بنجائیں لیکن عمر کے دبدبہ اور سیاست نے اُن کے اخلاق کو درست رکھا اور مفتوح رعایا پر ظلم و تشدد نہونے دیا جب کسی کے نسبت شکایت پیش ہوئی تو اُس نے خالد جیسے بینظیر بہادر اور قابل جبرنیل کو بھی سزا دئیے بغیر نہیں چھوڑا تمام گورنر امیر جرنیل سردار اور سپہ سالار ملزم ہونے کی حالت میں ہاتھ باندھے ہوئے اُس کے سامنے آتے تھے ایڈورڈ گبن لکھتا ہے کہ عمر کی گذران ابوبکر سے بھی زیادہ سادہ اور کم خرچ تھی اُس کی خوراک جو کی روٹی اور کھجورین تھیں وہ ایک ہی پیرہن رکھتا تھا جس میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے بیشمار خلافت کی آمدنی میں سے وہ اپنے واسطے کچھ بھی نہیں رکھتا تھا۔

انڈریو کرکٹن کا قول ہے کہ عمرؓ کی سادگی پارسائی خداترسی عدالت اور دیانت نے دنیا میں اسکو وہ تعظیم و تکریم بخشی جو اُس کے کسی جانشین کو باوجود اسقدر تجمل و شوکت کے حاصل نہیں ہوئی اُس کی لاٹھی تلوار سے زیادہ دہشت ڈالنے والی تھی آپ کے حصے میں بیشمار زر و جواہر آتے سے مگر آپ اپنے نفس کے واسطے کچھ نہ رکھتے تھے نہ اپنے بیٹوں اور عزیزوں کو دیتے بلکہ سب کا سب غریبوں میں تقسیم کردیتے تھے جب آپ نے وفات پائی تو آپ کی جائداد ایک ٹوٹا لباس اور پانچ دینار تھے اپنے جرنیلوں اور گورنروں کو بھی وہ ہمیشہ یہی نصیحت کیا کرتے تھے کہ روم و ایران کی عیاشی۔ آرام طلبی۔ اور نمایش کو دیکھکر اسلامی پارسائی جفاکشی اور سادگی کو فراموش نہ کردینا۔

انسائیکلوپیڈیا بریٹینیکا کے اقوال عمرؓ کی نسبت یہ ہیں "اہل عرب کی فتوحات زیادہ تر عمرؓ کے عہد میں ہوئیں خود تو کسی میدان میں نہیں گئے مگر فوج کی حرکات و سکنات دور دراز ملکوں میں اُن کی ہدایات کے مطابق ہوتی تھیں اوس کا جلال اور رعب ایسا غالب تھا کہ کوئی جرنیل اوس کے خلاف دم نہیں مار سکتا

تھا اسکی ملکی بصیرت اور مآل اندیشی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اُس نے اپنے جرنیلوں کو زیادہ فتوحات کرنے سے روک دیا اور عرب کے قومی رویہ کو قائم رکھا اُسنے اپنا اہم فرض سمجھکر اپنی وسیع سلطنتہ میں قانون انصاف اور امن کو قائم رکھا"۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۶۳ سال کی عمر میں ماہ ذیحجہ ۲۳ھ انتقال فرمایا اور محرم کی چاندرات میں دفن ہوئے۔)

لفظ پر ان کا دل مرعوب ہوتا تھا یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہونچے اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ تو بے اختیار پکار اُٹھے کہ اَشْھَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے ساتھ دفعتہً حالت بدل گئی بالاعلان کعبہ میں نماز ہونے لگی اور حضورؐ کی وہ دعا بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگئی جو آپ فرمایا کرتے تھے الٰہی عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام میں سے ایک شخص کو جس کو تو چاہے مسلمان کرکے اسلام کو غلبہ عطا فرما

عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ اگر تمام عرب کا علم ایک پلہ میں رکھا جائے اور عمر کا علم دوسرے پلہ میں تو عمر کا پلہ بھاری ہو جائے گا فقہ کا فن تمام تر حضرت عمر کا ساختہ پرداختہ ہے فقہ کے جسقدر سلسلے آج اسلام میں قائم ہیں سب کا مرجع حضرت عمر کی ذات بابرکات ہے زور تقریر و زور بیانی آپکا اس قدر تھا کہ لوگ خوبی و عمدگی بیان کے قائل ہوجاتے تھے اور مدت تک آپکی تقریر کے فقرے لوگوں کے زبان پر رہے فقہاء نے اُس سے فقہی مسائل استنباط کئے اہل ادب نے قواعد فصاحت و بلاغت کی مثالیں پیدا کیں تصوف و اخلاق کے مضامین لکھنے والوں نے اپنا کام لیا غرض حضرت عمر کی فراست و احکام سے زور قلم کا اندازہ ہوتا ہے۔

اہل ادب عموماً تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عمر کے زمانہ میں اُن سے بڑھکر کوئی شخص شعر کا پرکھنے والا نہ تھا اُس زمانہ کے قابل لوگوں کا بیان ہے کان عمر بن الخطاب اعلم الناس بالشعر یعنے عمر بن خطاب اپنے زمانے میں سب سے بڑھکر شعر کے شناسا تھے حضرت عمر کو اگرچہ تمام مشہور شعراء کے کلام پر عبور تھا لیکن تین شاعروں کو انھوں نے سب میں انتخاب کیا تھا امرؤالقیس زہیر نابغہ ان سب میں زہیر کے کلام کو سب سے زیادہ پسند کرتے تھے اور اس کو اشعر الشعراء کہا کرتے تھے حضرت عمر عبرانی زبان اسقدر سیکھ گئے تھے کہ توریت کو خود پڑھ سکتے تھے یہودیوں کے ہاں جس دن توریت کا درس ہوا کرتا تھا حضرت عمر اکثر شریک ہوتے تھے حضرت

عمر کا بیان ہے کہ میں یہودیوں کے درس کے دن اُن کے ہاں جایا کرتا تھا چنانچہ یہودی کہا کرتے تھے کہ تمہارے ہم مذہبوں میں سے ہم تمکو سب سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں کیونکہ تم ہمارے پاس آتے جاتے ہو حضرت عمر کی صایب رائے ہونے میں کسی کو کلام نہ تھا متعدد معاملات میں حضرت عمر کی رائے کو سرکار نے پسند فرمایا اور چند موقعوں پر تو خود خدائے تعالیٰ نے حضرت عمر کی رائے کی تائید کی چنانچہ حضرت عمر کی رائے کے بموجب وحی نازل ہوئی سرکار کے بعد خلافت کی بحث چھڑ گئی اور اختلاف پیدا ہو گیا تھا لیکن حضرت عمر کی دانشمندی سے اِس کا بھی تصفیہ ہو گیا اور حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ مقرر کئے گئے فتنہ فرو ہو گیا اور لوگ مطمئن ہو کر کاروبار میں مشغول ہو گئے اگر ایسا انتظام نہ کیا جاتا تو اُسی وقت اسلامی جماعت کا شیرازہ بکھر جاتا اور وہی خانہ جنگیاں برپا ہو جاتیں جو آگے چل کر جناب امیر علیہ السلام اور امیر معاویہ میں واقع ہوئیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں سلطنت کا جو محاصل تھا کسی زمانہ مابعد میں بھی اتنا محاصل نہیں ہوا حضرت عمر ابن عبدالعزیز جو آیندہ چل کر آپ بھی خلیفہ مقرر ہوئے تھے فرمایا کرتے تھے کہ حجاج پر خدا لعنت کرے کمبخت کو نہ تو دین کی لیاقت تھی نہ دنیا کی" عمر بن خطاب نے عراق کی مالگذاری دس کرور اٹھائیس لاکھ درہم وصول کی زیاد نے دس کرور پندرہ لاکھ اور حجاج نے باوجود جبر اور ظلم کے صرف دو کرور آٹھ لاکھ وصول کئے مامون الرشید کا زمانہ عدل و انصاف کے لئے مشہور ہے لیکن اُس کے عہد میں بھی عراق کے خراج کی تعداد پانچ کرور اڑتالیس لاکھ درہم سے کبھی نہیں بڑھی حضرت عمر نے عراق کی پیمایش بھی کرائی اور وہ پیمایش ایسی تحقیق اور صحت سے کی گئی جس طرح کوئی قیمتی کپڑا ناپا جاتا ہے حضرت عمر نے پیمایش کا پیمانہ خود اپنے دست مبارک سے تیار کر کے دیا کل رقبہ مکسر (۳۰۰۰۰) میل ٹھہرا

حضرت عمر کی احتیاط یہاں تک تھی کہ ہر سال جب عراق کا خراج آتا تھا تو دس ثقہ اور معتمد اشخاص کوفہ سے اور اسی قدر بصرہ سے طلب کر کے اُن کو چار دفعہ شرعی قسم دلاتے تھے کہ یہ مالگزاری کسی ذمی یا مسلمان پر ظلم کر کے تو نہیں لی گئی ہے اور مصر سے جو خراج وصول ہوتا تھا اُسکی مقدار تقریباً پانچ کرور چھ لاکھ روپیے تھی اور حضرت عمر کے زمانہ میں شام کے ملک سے جو خراج وصول ہوتا تھا اوسکی کل تعداد پانچ کرور اسی لاکھ روپے تھی۔ حضرت عمر کے مقبوضہ ممالک کا کل رقبہ (۲۲۵۱۰۳۰) مربع میل ہے۔ حضرت عمر کے زمانہ میں فوج کا بھی باقاعدہ انتظام تھا چنانچہ اون کی دو قسمیں قرار دی گئیں۔

(۱) جو ہر وقت جنگی مہمات میں مصروف رہتے تھے گویا یہ باقاعدہ فوج تھی۔

(۲) جو معمولاً اپنے گھروں پر رہتے تھے لیکن ضرورت کے وقت طلب کئے جاسکتے تھے ہر جگہ بڑے بڑے اصطبل تھے جس میں چار چار ہزار گھوڑے ہر وقت سازو سامان کے ساتھ تیار رہتے تھے یہ صرف اس غرض سے تھے کہ دفعتہً ضرورت پیش آجائے تو (۳۲) ہزار سواروں کا رسالہ فوراً تیار ہوجائے ابن سعد کی روایت ہے کہ ہر سال تیس ہزار نئی فوج فتوحات پر بھیجی جاتی تھی کوفہ کے نسبت علامہ طبری نے تصریح کی ہے کہ "وہاں ایک لاکھ آدمی لڑنے کے قابل بسائے گئے تھے جن میں چالیس ہزار باقاعدہ فوج تھی یہی نظام تھا جس کی بدولت دنیا پر ایک مدت تک عرب کا رعب وداب قائم رہا اور فتوحات کا سیلاب برابر بڑھتا گیا اہل فوج کو ہدایت تھی کہ رکاب کے سہارے سے سوار نہ ہوں نرم کپڑے نہ پہنیں دھوپ کھانا نہ چھوڑیں حماموں میں نہ نہائیں"۔

تمام ممالک مفتوحہ میں نہایت کثرت سے مسجدیں تیار کرائیں چنانچہ محدث جمال الدین نے روضتہ الاحباب میں لکھا ہے کہ حضرت عمر کے عہد میں چار ہزار

مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ حرم محترم کی عمارت کو وسعت دی اور اُس کی زیب و زینت پر توجہ کی علیٰ ہذا مسجد نبوی کو بھی نہایت وسعت اور رونق دی۔ حضرت عمرؓ کا دارالخلافت اگرچہ مدینۂ منورہ تھا لیکن ہر ملک کے حالات کی اطلاع وقت بوقت آپ کو ہوتی تھی جس سے آپ کے تمام عہدہ داران و افسران خائف رہتے تھے خلاف شریعت امر پر اُن سے فوراً مواخذہ کیا جاتا تھا یتیموں کی پرورش اور اُن کی جائداد کی حفاظت کا نہایت اہتمام کرتے تھے اور اکثر تجارت کے ذریعہ سے اُسکو ترقی دیتے رہتے تھے ایک دفعہ حکیم بن ابی العاص سے فرمایا کہ میرے پاس یتیموں کا جو مال جمع ہے وہ زکوٰۃ نکالنے کی وجہ سے گھٹتا جا رہا ہے تم اسکو تجارت میں لگاؤ اور جو نفع ہو واپس دو چنانچہ دس ہزار کی رقم حوالہ کی اور وہ بڑھتے بڑھتے لاکھ تک پہونچی اسکندریہ کا محاصرہ جس قدر طول کھینچا جاتا تھا حضرت عمرؓ کو زیادہ پریشانی ہوتی تھی چنانچہ آپ نے عمرو بن عاص کو خط لکھا کہ شاید تم لوگ وہاں رہکر عیسائیوں کی طرح عیش پرست بن گئے ورنہ فتح میں اسقدر دیر نہ ہوتی جس دن میرا خط پہونچے تمام فوج کو جمع کر کے جہاد پر خطبہ دو چنانچہ عمرو بن عاص نے حسب الحکم خطبہ سنایا اور پُراثر تقریر کی اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے ہی حملہ میں شہر فتح ہو گیا عمرو بن عاص نے اُسی وقت معاویہ بن خدیج کو حضرت عمرؓ کے خدمت میں بھیجدیا وہ ٹھیک دوپہر کے وقت مدینہ پہونچے اور مسجد نبوی کا رخ کیا اتفاق سے حضرت عمرؓ کی لونڈی ادھر نکلی اور اُن سے پوچھا کہ کون ہو کہاں سے آئے ہو انھوں نے کہا کہ اسکندریہ سے اُس نے اُسی وقت جا کر خبر کی اور ساتھ ہی واپس آئی کہ چلو تم کو امیرالمومنین بلاتے ہیں حضرت عمرؓ اتنا بھی انتظار نہیں کر سکتے تھے خود چلنے کے لئے تیار ہو گئے اور چادر سنبھال رہے تھے کہ معاویہ پہونچ گئے فتح کا حال سنکر زمین پر گرے اور سجدۂ شکر ادا کیا اور کہا کہ آنے کے ساتھ ہی میرے پاس کیوں نہیں آئے انھوں نے کہا میں خیال کیا کہ

شاید آپ سوتے ہوں فرمایا کہ افسوس تمہارا میرے نسبت یہ خیال ہے میں دن کو
سوؤں تو خلافت کا بار کون سنبھالیگا ضجنان مکہ معظمہ سے قریب ایک میدان ہے
جہاں حضرت عمر تمام تمام دن اونٹ چرایا کرتے تھے ایک دفعہ زمانۂ خلافت میں
حضرت عمر کا اُدھر گذر ہوا تو اُن کو نہایت عبرت ہوی آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ اللہ اکبر
ایک وہ زمانہ تھا کہ میں یہاں نمدے کا کرتہ پہنے ہوے اونٹ چرایا کرتا تھا اور
تھک کر بیٹھ جاتا تو باپ کے ہاتھ سے مار کھاتا تھا آج یہ دن ہے کہ خدا کے سوا میرے
اوپر اور کوئی حاکم نہیں۔ قادسیہ کا معرکہ جس دن سے شروع ہوا تھا ہر روز آفتاب
نکلتے ہی مدینے سے حضرت عمر نکل جاتے اور قاصد کی راہ دیکھتے ایک دن معمول کے
موافق نکلے اُدہر سے ایک شتر سوار آرہا تھا بڑھ کر پوچھا کہ کدہر سے آتے ہو وہ
سعد کا قاصد تھا اور مژدۂ فتح لے کر آتا تھا جب معلوم ہوا کہ سعد کا قاصد ہے
تو اُس سے حالات پوچھنے شروع کئے اُس نے کہا خدا نے مسلمانوں کو کامیاب
کیا حضرت عمر رکاب کی برابر دوڑتے جاتے تھے اور حالات پوچھتے جاتے تھے
شتر سوار شہر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ جو شخص سامنے آتا ہے اُن کو امیر المومنین کے
لقب سے پکارتا ہے ڈر سے کانپ اٹھا اور عرض کیا کہ حضرت نے مجھکو اپنا نام
کیوں نہیں بتلایا کہ میں اس گستاخی کا مرتکب نہ ہوتا فرمایا نہیں کچھ ہرج نہیں تم
سلسلۂ کلام کو نہ توڑو چنانچہ اسی طرح اس کے رکاب کے ساتھ ساتھ گھر تک
آے حضرت ابو عبیدہ شام کے انتہائی اضلاع فتح کرکے بیت المقدس کا رخ کیا
عیسائیوں نے ہمت ہار کر صلح کی درخواست کی اور مزید اطمینان کے لئے
یہ شرط اضافہ کی کہ عمر خود یہاں آئیں اور معاہدۂ صلح ان کے ہاتھوں سے
لکھا جائے ابو عبیدہ نے حضرت عمر کو خط لکھا حضرت عمر خط پہونچتے ہی سفر کی
تیاریاں کیں حضرت علی کو نائب مقرر کیا اور خلافت کے کاروبار انکے سپرد

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

گئے اور رجب سنہ ۱۶ھ میں مدینہ سے روانہ ہوئے ناظرین کو انتظار ہوگا کہ فاروق اعظم کا سفر اور سفر بھی وہ جس سے دشمنوں پر اسلامی جلال کا رعب بٹھانا مقصود تھا کس سروسامان سے ہوا ہوگا لیکن یہاں نوبت و نقارہ خدم وحشم لاؤ لشکر ایک طرف معمولی ڈیرہ اور خیمہ تک نہ تھا سواری میں گھوڑا تھا اور چند مہاجرین و انصار ساتھ تھے تاہم جہاں یہ آواز پہونچی تھی کہ فاروق اعظم نے مدینہ سے شام کا ارادہ کیا ہے زمین دہل جاتی تھی جب بیت المقدس قریب آیا تو گھوڑے سے اُتر پڑے اور پیادہ پا چلے حضرت ابو عبیدہ اور سرداران فوج استقبال کو آئے حضرت عمر کا لباس اور سروسامان جس حیثیت کا تھا اسکو دیکھکر مسلمانوں کو شرم آتی تھی کہ عیسائی اپنے دل میں کیا کہیں گے چنانچہ لوگوں نے ترکی گھوڑا اور عمدہ قیمتی پوشاک حاضر کی حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا نے ہمکو جو عزت دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے اور ہمارے لئے یہی بس ہے ایک دن نماز کے وقت بلالؓ سے درخواست کی کہ آج اذان دو بلال نے کہا میں عزم کر چکا تھا کہ رسول اللہ کے بعد کسی کے لئے اذان نہ دونگا لیکن آج اور صرف آپ کا ارشاد بجا لاؤں گا اذان دینی شروع کی تو تمام صحابہ کو رسول اللہ کا عہد مبارک یاد آگیا اور رقت طاری ہوئی ابو عبیدہ اور معاذ بن جبل روتے روتے بیتاب ہو گئے حضرت عمر کی ہچکی لگ گئی اور دیر تک ایک اثر رہا۔

خوزستان کا صدر مقام شوستر تھا وہاں کی لڑائی میں بھی مسلمان غالب رہے ہرمزان نے بھاگ کر قلعے میں پناہ لی مسلمان قلعہ کے نیچے پہونچے تو اُس نے برج پر چڑھ کر حملہ آور ہوا اور کہا میں اس شرط سے اُتر آتا ہوں کہ تم مجھکو مدینہ پہونچا دو اور جو کچھ فیصلہ ہو عمر کے ہاتھ سے ہو ابو موسیٰ اشعری نے منظور کیا ہرمزان بڑی شان و شوکت سے روانہ ہوا بڑے بڑے رئیس اور خاندان کے

تمام آدمی رکاب میں لئے مدینہ کے قریب پہونچکر شاہانہ ٹھاٹھ سے آراستہ ہوا
تاج مرصع سر پر رکھا دیبا کی قبا زیب بدن کی اور شاہانہ عجم کے طریقہ کے موافق
زیور پہنے کمر سے مرصع تلوار لگائی غرض شان وشوکت کی تصویر بن کر مدینے
میں داخل ہوا اور لوگوں سے پوچھا کہ امیرالمومنین کہاں ہیں (وہ سمجھتا تھا کہ
جس شخص کے دبدبے نے تمام دنیا میں غلغلہ ڈال رکھا ہے اسکا دربار بھی بڑے
سامان کا ہوگا حضرت عمر اسوقت مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور فرش خاک پر لیٹے
ہوئے تھے ہرمزان مسجد میں داخل ہوا تو سیکڑوں تماشائی ساتھ تھے جو اس کے زرق
برق لباس کو بار بار دیکھتے اور تعجب کرتے تھے لوگوں کی آہٹ سے حضرت عمر کی آنکھ
کھلی تو عجمی شان وشوکت کا مرقع سامنے تھا اوپر سے نیچے تک دیکھا اور حاضرین سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ دنیائے دوں کی دلفریبیاں ہیں اسکے بعد ہرمزان سے
مخاطب ہوئے ہرمزان نے کہا کہ عمر جب تک خدا ہمارے ساتھ تھا تم ہمارے
غلام تھے اب خدا تمہارے ساتھ ہے اور ہم تمہارے غلام ہیں یہ کہکر کلمہ توحید
پڑھا اور کہا کہ میں پہلے ہی اسلام لاچکا تھا حضرت عمر نہایت خوش ہوئے اور
خاص مدینے میں رہنے کی اجازت دی فارس وغیرہ کی مہمات میں اکثر اس سے
مشورہ لیا کرتے تھے حضرت عمر کی حکومت کی سب سے خصوصیت یہ تھی
کہ آئین حکومت میں شاہ وگدا شریف ورذیل خویش وبیگانہ سب کا ایک رتبہ
تھا باوصف حضرت عمر کی سادگی کے انکے داب ورعب کا حال یہ تھا کہ حضرت
خالد کو عین اُسوقت جب تمام عراق وشام میں لوگ اُن کا کلمہ پڑھنے لگے معزول
کردیا تو کسی نے دم نہ مارا اور خود حضرت خالد کسی قسم کا خیال دل میں نہ لاسکے
امیر معاویہ وعمرو بن العاص کی شان وشوکت محتاج بیان نہیں ہے لیکن حضرت
عمر کے نام سے ان کو لرزہ آتا تھا عمرو بن العاص گورنر مصر کے بیٹے عبداللہ نے